سرکاری رپورٹ

پانچواں اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

کی کارروائی

اجلاس مورخہ ۸ جون ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۷ ذوالحج ۱۴۱۴ ہجری (بروز چار شنبہ)

نمبر شمار	فہرست	صفحہ نمبر
۱۔	آغاز کارروائی تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	۲
۲۔	نئے رکن اسمبلی کا حلف اٹھانا	۳
۳۔	وقفہ سوالات	۳
۴۔	رخصت کی درخواستیں	۱۵
۵۔	تحریک استحقاق نمبر ۸ منجانب مولانا عبدالباری (نامنظور)	۱۶
۶۔	تحریک التواء نمبر ۴ منجانب مولانا عبدالباری	۲۱
۷۔	تحریک التواء نمبر ۵ منجانب سردار اختر مینگل (تحریک قرارداد کی شکل میں منظور کی گئی)	۲۳
۸۔	اسمبلی مجالس کی تشکیل	۲۸

جلد

شمارہ

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا پانچواں اجلاس

مورخہ ۸ جون ۱۹۹۴ء بمطابق ۲۷ ذوالحج ۱۴۱۴ ہجری

(بروز چہار شنبہ)

زیر صدارت جناب عبدالوحید بلوچ۔ اسپیکر

بوقت تین بج کر تیس منٹ (سہ پہر) صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ۔

از

مولانا عبدالمتین اخوندزادہ

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
اَللّٰهُ وَلِيُّ الَّذِيْنَ آمَنُوْا يُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ اِلَى
النُّوْرِ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا اَوْلِيٰٓءُهُمُ الطَّاغُوْتُ يُخْرِجُهُمْ مِنَ
النُّوْرِ اِلَى الظُّلُمٰتِ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ

ترجمہ :۔ اللہ ایمان والوں کا حامی و مددگار ہے کہ ان کو کفر کی تاریکیوں سے نکال کر ایمان کی روشنی میں لاتا ہے اور جو لوگ دین حق سے منکر ہیں ان کے حمایتی شیطان ہیں کہ ان کو ایمان کی روشنی سے نکال کر کفر کی تاریکیوں میں دھکیلتے ہیں۔ یہی لوگ دوزخی ہیں اور وہ ہمیشہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔

نئے رکن اسمبلی کا حلف عہدہ

جناب اسپیکر :- جزاک اللہ نئے منتخب شدہ رکن۔ مسز شوکت تشریف لا کر اپنے عہدہ کا حلف اٹھائیں۔

(مسز شوکت ناز مسیح تشریف لائے۔ جناب اسپیکر نے ان سے حلف لیا۔ حلف اٹھانے کے بعد۔ معزز رکن نے متعلقہ فارم۔ رجسٹر میں اپنے دستخط ثبت کئے)

وقفہ سوالات

جناب اسپیکر :- جناب شیر جان بلوچ صاحب اپنا سوال نمبر ۲۵ دریافت فرمائیں۔

(معزز رکن کی غیر موجودگی میں سردار محمد اختر مینگل صاحب نے ان کا سوال نمبر پکارا)

X ۲۵ سید شیر جان بلوچ (سردار محمد اختر مینگل نے دریافت فرمایا) :-

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

انٹر کالج گوادر کو اب تک ڈگری کا درجہ نہ دینے کی کیا وجوہات ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) :- گورنمنٹ انٹر کالج گوادر میں تدریسی سرگرمیں کا آغاز ستمبر ۱۹۹۱ء میں ہوا تھا اور ابھی وہاں کے طالب علم پہلی مرتبہ بورڈ انٹرمیڈیٹ کے امتحان میں شریک ہوئے ہیں۔ انٹر کالجوں کو ڈگری کالج کا درجہ طلباء کی تعداد، امتحانی نتائج، فزیکل سہولتوں کی دستیابی اور عرصہ قیام کو مد نظر رکھ کر دیا جاتا ہے اور گورنمنٹ انٹر کالج گوادر فی الحال مطلوبہ شرائط کو پورا نہیں کرتا ہے۔

جناب اسپیکر :- Any Supplementary Question

مولانا عبدالباری :- یہاں پوچھا گیا ہے کہ تفصیل دی جائے کہ کیا وجوہات ہیں تفصیل دی جائے جبکہ جواب میں دیا گیا ہے۔ "گورنمنٹ انٹر کالج گوادر میں تدریسی سرگرمیوں کا آغاز ستمبر ۱۹۹۱ء میں ہوا تھا اور ابھی وہاں کے طالب علم پہلی مرتبہ بورڈ کے انٹر

میڈیٹ Intermediate امتحان میں شریک ہوئے ہیں" تو کیا اس اسکول میں طلبہ کی تعداد اور فزیکل سہولتیں پوری نہیں تھیں؟

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) :- مولانا صاحب ایک تو یہ اسکول نہیں کالج ہے اور دوسری بات یہ کہ کرائٹیریا کے تحت ہماری دوسری شرائط ہیں وہ مختصر ہیں اس لئے ہم نے مختصر لکھا ہے۔

مولانا عبدالباری :- آپ کی مطلوبہ تعداد کیا ہے؟

وزیر تعلیم :- مطلوبہ تعداد دیکھیں۔ وہاں پر سینئر کلاسز ہیں وہ دیکھی جاتی ہیں لیکن اس کا جو پہلا امتحان ہوا ہے وہ یہ ہے کہ انہوں نے ابھی پہلی دفعہ انٹر کا امتحان دیا ہے جبکہ تھرڈ ائیر اور فورتھ ائیر کے اسٹوڈنٹس وہاں نہیں ہیں۔

جناب اسپیکر :- اگلا سوال نمبر ۲۸ سید شیر جان بلوچ صاحب دریافت فرمائیں۔

(معزز رکن کی غیر موجودگی میں سردار محمد اختر مینگل صاحب نے ان کا سوال نمبر پکارا)

X ۲۸ سید شیر جان بلوچ (سردار محمد اختر مینگل نے دریافت فرمایا) :-

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بورڈ آف انٹرمیڈیٹ اینڈ سیکنڈری ایجوکیشن نے میٹرک ' ایف اے اور ایف ایس سی کے سالانہ امتحان میں فیل ہونے والے طالب علموں کو ضمنی امتحانات کی صورت میں جو مختلف مواقع میسر تھے ختم کر دیئے ہیں؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے کیا مذکورہ مواقع ختم کرنے سے فیل شدہ طلباء / طالبات کا نقصان نہیں ہوا ہے ' تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم :- (الف) یہ بات درست نہیں ہے کہ کوئٹہ بورڈ نے میٹرک ' ایف اے اور ایف ایس سی کے سالانہ امتحان میں فیل ہونے والے طلباء کے لیے ضمنی امتحان میں

شامل ہونے کے مواقع ختم کر دیئے ہیں۔ ابھی تک ایسا کوئی فیصلہ نہیں کیا گیا۔

(ب) جواب الف میں وضاحت موجود ہے۔

جناب اسپیکر :- Any Supplementary

جناب اسپیکر :- اگلا سوال نمبر ۳۱ سید شیر جان بلوچ صاحا کا ہے۔ (معزز رکن کی غیر موجودگی میں سردار محمد اختر مینگل صاحب نے ان کا سوال نمبر پکارا)

X ۳۱ **سید شیر جان بلوچ** (سردار محمد اختر مینگل نے دریافت فرمایا) :-

کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابقہ حکومت نے پولی ٹیکنک انسٹیوٹ میں بی ٹیک کے کلاسوں کو شروع کرنے کا فیصلہ کیا تھا؟

(ب) اگر جزو (الف) کا جواب اثبات میں ہے۔ تو مذکورہ ادارہ میں اب تک بی ٹیک کی کلاسیں شروع نہ کرنے کی کیا وجوہات ہیں تفصیل دی جائے۔

وزیر تعلیم :- (الف) سابقہ حکومت نے پولی ٹیکنک انسٹی ٹیوٹ کوئٹہ میں بی ٹیک (B-Teck) کی کلاس شروع کرنے کے کوئی احکامات جاری نہیں کئے تھے۔

(ب) چونکہ جزو (الف) کا جواب اثبات میں نہیں ہے۔ اس لئے مزید کوئی کارروائی نہیں کی جا سکتی تھی۔

X ۱۴۴ **مولانا عبدالباری :-** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جامع ہائی اسکول ہدہ کا شمار وبہ کے بڑے اور قدیم اسکولوں میں ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گذشتہ کئی برسوں سے اس اسکول کی بہتری پر کوئی خاطر خواہ توجہ نہیں دی گئی ہے۔ نتیجتاً" آئے دن طلباء کی تعداد میں انتہائی اضافہ کے باعث اسکول

میں موجود کلاس روم اور دیگر سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔

(ج) اگر جزو (الف) و (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس اسکول میں جدید تقاضوں کے مطابق اور آبادی میں اضافہ کے تناسب کے پیش نظر مزید نئے کلاس روم تعمیر کرنے اور اسکول کی چار دیواری میں اضافہ کے ساتھ ساتھ دیگر ضروری سہولیات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک نیز اگر نفی میں ہے تو وجہ بتلائی جائے ؟

(جواب موصول نہیں ہوا)

X ۱۵۰ مولانا عبدالباری :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کے ہر تحصیل / اضلاع میں نئے پرائیویٹ انگریزی اسکول کھولے جارہے ہیں۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا ان پرائیویٹ انگریزی اسکولوں کی باقاعدہ اجازت محکمہ تعلیم سے لی جاتی ہے یا نہیں۔

(ب) کیا حکومت مذکورہ پرائیویٹ انگریزی اسکولوں کے اساتذہ کی تعلیمی معیار سے باخبر ہے یا نہیں۔ نیز کیا حکومت ان پرائیویٹ اسکولوں کے گرتے ہوئے تعلیمی معیار کو بہتر کرنے کے لئے کوئی قواعد وضع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل دی جائے ؟

وزیر تعلیم :- (الف) یہ درست نہیں ہے کہ صوبہ کے ہر تحصیل / ضلع میں پرائیویٹ انگریزی اسکول کھولے جارہے ہیں ۔ البتہ جو فلاحی ادارے پرائیویٹ تعلیمی ادارے کھولنا چاہتے ہیں تو انہیں قواعد و ضوابط کے مطابق اجازت دی جاتی ہے ۔

(ب) محکمہ تعلیم پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے اساتذہ کے تعلیمی معیار سے باخبر رہنے کی بھرپور کوشش کرتا ہے لیکن چونکہ ایسے پرائیویٹ تعلیمی ادارے میں اساتذہ وقتاً" فوقتاً" تبدیل ہوتے رہتے ہیں ۔ لہٰذا مکمل معلومات رکھنا ممکن نہیں ہے ۔ اس کے علاوہ محکمہ تعلیم

ان پرائیویٹ تعلیمی اداروں کے تعلیمی معیار کو پرکھتا ہے اور محکمہ تعلیم کے آفیسران وقتاً فوقتاً ان اسکولوں کے دورے کرتے رہتے ہیں۔ جہاں ان اسکولوں کی کارکردگی کا جائزہ لیا جاتا ہے اور مشورے دیئے جاتے۔

جناب اسپیکر :- Any supplementary

جناب اسپیکر :- سوال نمبر ۱۴۴ مولانا عبدالباری صاحب دریافت فرمائیں۔

وزیر تعلیم :- جناب اسپیکر۔ میں معذرت چاہتا ہوں کہ اس کا جواب موصول نہیں ہوا ہے ڈیپارٹمنٹ نے اس سلسلے میں کوتاہی کی ہے آئندہ میں کوشش کرونگا کہ تمام جوابات آپ کو ملا کریں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر صاحب ہدہ کا جامعہ اسکول ۱۹۴۰ء میں بنا ہے میرے خیال میں اس کی عمر پاکستان سے پرانی ہے ایک طرف تو گورنمنٹ نے اس کو نظرانداز کیا ہے ابھی اس اسکول میں سات کمرے ایسے ہیں جو کسی وقت بھی گر سکتے ہیں اور ہمارے بچوں کا سانحہ ہو سکتا ہے۔ جیسا میں نے کہا اس کو گورنمنٹ نے نظرانداز کیا ہے اور دوسری طرف ہمارے سوال کو بھی وزیر صاحب نے نظرانداز کیا ہے اس طرح ہمارا استحاق مجروح ہوا ہے۔

وزیر تعلیم :- نہیں مولانا صاحب آپ کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے میں اس بارے میں محکمہ سے پوچھ گچھ کرونگا کہ کوئٹہ سے سے متعلق سوال ہے اور ابھی تک اس کا جواب کیوں نہیں آیا۔

مولانا عبدالباری :- اصل اہم ادارہ ہے جامعہ اسکول

شیخ جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- اگر اتنی اہمیت انہوں نے میرے ساتھی نے محسوس کی ہے تو واقعی ہم نے بجٹ میں پیسے دے دیئے ہیں اور یہ صرف وزیر

کی ذمہ داری ہی نہیں ہے۔ صرف وزیر اور ڈیپارٹمنٹ کی ذمہ داری لگانا اور اپنی ذمہ داری بھول جانا۔

مولانا عبدالباری :- میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے۔ تاہم ہم وزیر خزانہ کے مشکور ہیں میں آپ کے توسط سے ریکویسٹ کی ہے۔

وزیر تعلیم :- میں نے تھوڑا سا اس مسئلے کو مناسب نہیں سمجھا کہ بولوں۔ اس لئے چونکہ ڈیپارٹمنٹ نے جواب نہیں دیا سو کے قریب پروژن ہے تھوڑا بہت کام بھی ہوا ہے لیکن کوٹہ چونکہ تھوڑا ہوتا ہے جبکہ اسمبلی کے تمام ممبر صاحبان چاہتے ہیں چاہے وہ اپوزیشن کے ہوں یا ٹریژری بینچز کے ہوں تاہم جتنا باقاعدہ کوٹہ بنتا ہے ہم اور دے دیتے ہیں میں اپنے معزز رکن سے درخواست کرونگا کہ اس سال جو بھی ہم ان کو دے دیں گے ان کا کوٹہ ایڈیشنل رومز ملیں گے اور میرے پاس جتنا ہیں یعنی یہی سو کے قریب پرویژن ہے کوٹہ کی۔ تو دو باتیں ہیں کہ معزز رکن آپ خود اپنے کوٹہ سے پروپوز propose کریں میں بنالوں گا۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! میں نے اپنے کوٹہ کی تجویز دی تھی جعفر صاحب کو میں نے یہ تجویز کیا تھا وہ ابھی تک نہیں ہوا۔ لیکن ڈاکٹر صاحب نے پھر بھی کچھ کیا ہے۔ ہمارے ڈسٹرکٹ کوئٹہ میں یقیناً بری حالت ہے چھ سات کمرے ایسے ہیں جو کسی وقت بھی گر سکتے ہیں۔ اگر آپ ڈاکٹر صاحب خود جا کر اس کا معائنہ فرمائیں ڈسٹرکٹ کوئٹہ میں ہدہ اسکول کا معائنہ فرمائیں تو آپ کو معلوم ہو جائے گا۔

وزیر تعلیم :- جی میں بالکل جاؤں گا۔

جناب اسپیکر :- معزز اراکین کے سوالوں کے جوابات ڈیپارٹمنٹس وقت پر دیا کریں اگلا سوال نمبر۱۵۰ مولانا عبدالباری صاحب دریافت فرمائیں۔

مولانا عبدالباری :- جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے کیونکہ یہاں تصورات پر کام

۴

مولانا عبدالباری :- کیونکہ دنیا تصورات پر چلتی ہے ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ جو فلاحی ادارے پرائیویٹ تعلیمی ادارے کھولنا چاہیں تو کیا جناب اسپیکر تمام فلاحی اداروں نے پرائیویٹ تعلیمی ادارے کھولے ہوئے ہیں۔ کیا پرائیویٹ تعلیمی اداروں میں وہ اپنی مرضی کی فیس لیتے ہیں یا اس بارے میں گورنمنٹ کی یا ڈیپارٹمنٹ کی کوئی پالیسی ہے ؟

وزیر تعلیم :- جناب والا ! اس بارے میں یقیناً ہماری پالیسی ہے لیکن اگر آپ سمجھتے ہیں کہ پرائیویٹ اسکول میں کوئی خامی محسوس کرتے ہیں تو اس کی آپ ہمیں نشاندہی کردیں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔ یقیناً جن اداروں کی ہم رجسٹریشن کرتے ہیں ہمارے قاعد وضوابط ان کے سامنے ہوتے ہیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر ! ڈاکٹر صاحب نے جس طرح فرمایا مسئلہ یہ ہے کہ یہاں پر گورنمنٹ کے جو اسکول ہیں۔ وہاں پر میں نے خود دیکھا ہے بلوچستان میں کوئٹہ کے شہر میں ایسے اسکول میں جہاں پر لڑکے درخت کے نیچے بیٹھے ہیں اور یہاں پر ہمارے جو پرائیویٹ اسکول ہیں۔ ان کی بہتر طریقہ سے حوصلہ افزائی ہو رہی ہے۔ اور یہاں پر ہمارے جو پرائیویٹ ادارے ہیں چاہے وہ پرائیویٹ ادارے ہیں فلاحی ادارے جو ہیں ان کی سرپرستی بھی کررہے ہیں۔ لیکن ان کا جو اسٹاف ہوتا ہے اکثر وہ میٹرک پاس بھی نہیں ہوتا ہے۔ یہ کاروباری ادارے ہیں۔ اگر اس پر گورنمنٹ اس پر ہاتھ ڈالے کچھ منصوبہ بندی کرے۔ اکثر ہمارے جو پرائیویٹ ادارے ہیں۔ حکومت ان کی بہت حوصلہ افزائی بھی کررہی ہے۔ لیکن اس میں اکثر کاروباری ادارے ہیں اور گورنمنٹ لاکھ روپے گرانٹ کی شکل میں دے رہی ہے۔ میری یہ تجویز ہے کہ آپ پرائیویٹ اداروں کی حوصلہ افزائی کی بجائے آپ گورنمنٹ کے اسکولوں کی حوصلہ افزائی کریں اور گورنمنٹ کے اداروں کی حوصلہ افزائی کریں۔

وزیر تعلیم :- جناب اسپیکر ! میں اس سلسلہ میں اتنا عرض کردوں۔ کہ ہماری خواہش

ہے کہ بلوچستان میں پرائیویٹ ادارے کھولے جائیں کیونکہ اس وقت سرکاری اسکول میں ہمارے پاس بہت سے اسکول ہیں آپ فرض کریں اس وقت ہمارے پاس آٹھ ہزار کے قریب پرائمری اسکول ہیں۔ لیکن کوئٹہ کو چھوڑ کر یا ایک دو شہروں کو چھوڑ کر باقی شہروں میں پرائیویٹ پارٹیاں آگئے نہیں آرہی ہیں۔۔ میری اپنے دوست سے گذارش ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ ہم انکریج Incourage کریں۔ یہ بھی ہم ان کو کروڑوں روپے نہیں دے رہے ہیں۔ پچھلے سال اس کی تفصیل ہم نے دی ہے۔ یہ رقم چونتیس لاکھ روپے کردی گئی ہے اور ہم گورنمنٹ کے اسکولوں پر جو خرچ کرتے ہیں وہ تقریباً دو سو کروڑ روپے ہے ان کی پے Pay وغیرہ پر خرچ کررہے ہیں۔ اس کے مقابلے میں چونتیس لاکھ روپے کچھ بھی نہیں ہے۔ میں سمجھتا ہوں جو ہم گورنمنٹ اسکولوں کے مقابلے میں پرائیویٹ اداروں کو دے رہے ہیں۔ اور یہ پرائیویٹ ادارے کنٹریبیوٹ Contribute کررہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جو پرائیویٹ ادارے کوئٹہ میں کام کررہے ہیں۔ ان لوگوں نے بوچستان میں ایجوکیشن کو فروغ دینے میں اچھی خاصی ان کی کنٹریبیوشن Contribution رہی ہے اور ایک اہمیت رہی ہے۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! چونکہ یہاں پر جو پرائیویٹ ادارے ہیں ایسے اداروں میں ہمارے جو خواص ہیں منسٹر صاحب کے جو بچے ہیں اور ایم پی اے حضرات اور آفیسروں کے جو بچے ہیں وہ پڑھ رہے ہیں اور جو گورنمنٹ کے ادارے ہیں اس میں عام لوگوں کے بچے پڑھ رہے ہیں۔ وہ کچھ خاص پڑھائی بھی نہیں ہے۔ اس بارے میں اگر محکمہ تعلیم کچھ مثبت اقدام کرے تاکہ عام آدمی کے بچے بھی تعلیم سے استفادہ حاصل کرسکیں۔

وزیر تعلیم :- اس سلسلے میں ہم کوشش کررہیں کہ جو ہمارے گورنمنٹ اسکول ہیں ان میں جو اسٹینڈرڈ Standed کو ہے اس کو ہم بہتر کرسکیں اور اس سلسلہ میں مولانا صاحب جو تجاویز دیں گے۔ یقیناً اسے مثبت عمل سمجھ کر اس پر عمل درآمد کرنے کی کوشش

کریں گے۔ (باہمی گفتگو)

جناب اسپیکر :- سوال نمبر۱۵۱ مولانا عبدالباری صاحب

مولانا عبدالباری :- سوال نمبر۱۵۱

X ۱۵۱ مولانا عبدالباری :- کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ

(الف) صوبہ کے مختلف اضلاع میں کھولے گئے پرائیویٹ اسکولوں کی تعداد کس قدر ہے اور کتنے محکمہ تعلیم میں رجسٹرڈ ہیں۔ نیز غیر رجسٹرڈ اسکولوں کی تفصیل بھی دی جائے ؟

(ب) یہ بھی بتایا جائے کہ ان اسکولوں کو حکومت کی طرف سے سال ۹۰ تا ۹۴ کس قدر فنڈز فراہم کیئے گئے ہیں۔ تفصیل دی جائے۔

وزیر تعلیم :- (الف) صوبہ بلوچستان میں محکمہ تعلیم سے منظور شدہ تعلیمی اداروں کی ضلع وار تفصیل حسب ذیل ہے۔

نمبر شمار	ضلع	ہائی اسکول	مڈل اسکول
۱۔	کوئٹہ	۲۹	۱۶
۲۔	سبی	۲	–
۳۔	خضدار	۲	۱
۴۔	لسبیلہ	۱	۱
۵۔	قلعہ سیف اللہ (مسلم باغ)	۱	–
۶۔	پشین	–	۲
۷۔	چاغی	–	۱
۸۔	لورالائی	–	۲
۹۔	جعفر آباد	–	۲

۱۰-	تربت	-	۲
۱۱-	نصیر آباد	-	۱
	کل تعداد	۳۵	۲۸

اس طرح محکمہ تعلیم سے ۳۵ ہائی اسکولز اور ۲۸ مڈل اسکولز تسلیم شدہ رجسٹرڈ ہیں۔ غیر رجسٹرڈ اسکولوں کی تعداد نظامت ہذا میں نہیں ہوتی۔

(ب) مالی سال ۹۱-۹۰ یا ۹۳-۹۲ میں پرائیویٹ اسکول کو غیر ترقیاتی فنڈز سے جس قدر رقم دی گئی ہے۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

۱-	۹۱-۹۰	رقم	-/۴۳۸۸۴۵۰
۲-	۹۲-۹۱	رقم	-/۴۲۰۸۵۰۰
۳-	۹۳-۹۲	رقم	-/۳۹۷۶۶۰۵
۴-	۹۴-۹۳	رقم	-/۲۳۰۰۰۰۰

مولانا عبدالباری :- جناب والا! اسپیکر صاحب وہی مسئلہ ہے کہ گلی گلی کوچوں میں پرائیویٹ اسکول ہیں۔ ہر ایک آدمی نے اپنے کاروبار کے لئے اسکول پرائیویٹ کھولے ہوئے ہیں اس بارے میں ڈاکٹر صاحب کچھ پیش رفت کریں۔

وزیر تعلیم :- جناب اسپیکر! اس سلسلہ میں گورنمنٹ آف بلوچستان کی جو ایجوکیشن پالیسی آپ کے سامنے رکھی ہے کہ ہم پرائیویٹ سیکٹر کو مزید ڈویلوپ develop کریں ہماری کوشش ہے اور وہ لوگ آگے آجائیں اور یہاں پر اسکول کھولیں۔ اور ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ لوگ کوئٹہ کی بجائے انٹیریئر Interior میں جائیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب والا! آپ پرائیویٹ ادارے اور بھی ڈویلوپ develop کریں کاروبار کے لئے نہیں بلکہ تعلیم کے لئے۔

وزیر تعلیم :- جناب والا! یہ صحیح ہے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بھی ادارہ

کاروباری نکتہ نظر سے چل رہا ہے۔ آپ پوائنٹ آوٹ کریں ہم اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب اسپیکر :- مولانا صاحب اور کوئی سوال ہے۔

مولانا عبدالباری :- جی نہیں۔

جناب اسپیکر :- سوال نمبر ۱۵۷

X ۱۵۷ **مولانا عبدالباری :-** کیا وزیر تعلیم ازراہ کرم مطلع فرمائیں گے کہ سال ۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۴ء کے سرکاری اور پرائیویٹ اسکولوں کو کس قدر فنڈز مہیا کیا گیا ہے۔ نیز سرکاری و پرائیویٹ اسکولوں میں ترقیاتی کاموں کی تفصیل بھی دی جائے؟

وزیر تعلیم :- پرائیویٹ اسکولوں کو محکمہ تعلیم ان کی ترقیاتی اور غیر ترقیاتی کاموں کے لیے بطور امداد فنڈز مہیا کرتا ہے۔ جبکہ سرکاری اسکولوں کو اس قسم کی کوئی امداد مہیا نہیں کی جاتی۔

۱۹۹۲ء یا ۱۹۹۴ء پرائیویٹ اسکولوں کو مہیا کی گئی امداد کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال ۹۳ - ۱۹۹۲ء

۱- اسٹینڈرڈ اسکول کوئٹہ	-/۲۰۰۰۰۰ روپے
۲- بیبی چلڈرن پرائمری اسکول پشین	-/۱۰۰۰۰۰ روپے
۳- لٹل انیجلز ماڈل اسکول پشین	-/۲۰۰۰۰۰ روپے
۴- قاسمیہ اسکول کوئٹہ	-/۱۳۰۰۰۰ روپے
۵- پاک پبلک ویلفئر سوسائٹی کوئٹہ	-/۲۰۰۰۰۰ روپے
۶- ہیلپر پبلک اسکول نوشکی	-/۱۰۰۰۰۰ روپے
۷- ہیلپر پبلک اسکول چمن	-/۱۰۰۰۰۰ روپے

۸۔ کیڈٹ کالج مستونگ	-/۱۰۰۰۰۰ روپے
۹۔ دارالفلاح علمدار روڈ کوئٹہ	-/۳۰۰۰۰۰ روپے
۱۰۔ ہیلو پبلک اسکول کوئٹہ	-/۱۰۰۰۰۰ روپے
۱۱۔ ماڈل گرلز ہائی اسکول تربت	-/۳۰۰۰۰ روپے
۱۲۔ گرلز پرائمری اسکول تربت	-/۱۰۰۰۰ روپے
۱۳۔ پرائمری اسکول سرنواز مستونگ	-/۱۰۰۰۰ روپے
۱۴۔ اسٹار ماڈل اسکول مستونگ	-/۱۰۰۰۰۰ روپے
۱۵۔ پبلک اسکول لورالائی	-/۱۰۰۰۰۰ روپے
۱۶۔ ماڈل ہائی اسکول زہری	-/۱۰۰۰۰۰ روپے
۱۷۔ مدرسہ عربیہ جامعہ جناح العلوم	-/۱۰۰۰۰۰ روپے

بروری روڈ کوئٹہ :۔ کل میزان -/۱۹،۸۰،۰۰۰ روپے

سال ۹۴ - ۱۹۹۳ء

نل

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) :۔ جناب اسپیکر! میں وضاحت کردوں کہ اس کی تفصیلات تو میں دے چکا ہوں ۹۳-۱۹۹۲ء میں جو پرائیویٹ سیکٹر کو پیسے دیے گئے ہیں ٹوٹل انیس لاکھ کے قریب ہے اور تفصیلات اس جواب میں ہیں۔

مولانا عبدالباری :۔ جناب اسپیکر! میں ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اسکولوں کو جو فنڈز دیا جاتا ہے۔ یہ رقوم نقد دیتے ہیں یا کوئی اور طریقہ کار ہے۔ بعد میں اس کا آڈٹ ہوتا ہے یا نہیں۔

وزیر تعلیم :۔ جناب والا! اس رقوم کا آڈٹ ہوتا ہے۔ جیسے میں نے اس محکمہ کا

چارج سنبھالا ہے میں نے کسی کو کوئی رقم نہیں دی ہے ۔ اس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ ڈیپارٹمنٹ کے جو سینئر آفیسر ہوتے ہیں وہ اسکولوں کی کارکردگی کو یا اس کے معیار کو مدنظر رکھ کر پیسے ان میں تقسیم کرتے ہیں اور آڈٹ بھی کرتے ہیں۔

مولانا عبدالباری :- جناب والا! یہ جو غیر ترقیاتی بجٹ میں سے پیسے دیئے جا رہے ہیں ۔ اس میں کافی خرد برد ہو رہا ہے ۔ اس میں آپ خود خواری کریں اور آفسروں کی بجائے خود اس میں دلچسپی لیں۔

وزیر تعلیم :- جناب والا! میں کوشش کرونگا انشاء اللہ۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! ضمنی سوال! یہاں پر ایک لسٹ دی گئی ہے اور پرائیویٹ اسکولوں کو جو فنڈز دیئے گئے ہیں ۔ کیا یہ فنڈز ان اسکولوں کو دیئے جا رہے ہیں جو محکمہ تعلیم سے منظور شدہ ہیں ۔ اور کیا غیر منظور شدہ اسکولوں کو بھی دیئے جا رہے ہیں۔

وزیر تعلیم :- جناب والا! یہ منظور شدہ ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- (ضمنی سوال) جناب والا! اب اس لسٹ میں دیکھا جائے تو ایک دو سوال نمبر ۱۵۱ میں وہ لسٹ دی گئی ہے جو منظور شدہ ہے سوال نمبر ۱۵۷ میں جو لسٹ دی گئی ہے اور اس کے مطابق جو فنڈز دیئے گئے ہیں ان اسکولوں میں جو منظور شدہ ہیں ۔ ان میں مستونگ کا اسکول تو نہیں ہے ۔ تو پھر ڈسٹرکٹ مستونگ کا کیوں ذکر کیا گیا ہے ۔ آپ اگر نمبر ۱۳ اور ۱۴ کو دیکھیں پرائمری اسکول سرنواز مستونگ اور اسٹار ماڈل اسکول مستونگ اگر غیر منظور شدہ اسکولوں کو فنڈز نہیں دیئے جاتے تو پھر ان کی لسٹ کیوں دی گئی ہے ؟

وزیر تعلیم :- جناب والا! یہ سب منظور شدہ ہیں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! منظور شدہ میں مستونگ کا نام ہی نہیں ہے ۔ آپ اسے دیکھیں مستونگ ڈسٹرکٹ کا اس میں کوئی نام ہی نہیں ہے۔

وزیر تعلیم :- جناب والا! یہ نام مس miss ہو گیا ہے۔ ویسے ہم غیر رجسٹرڈ کو فنڈز نہیں دیتے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب والا! کہیں تعلیم مس miss نہ ہو جائے۔ کہیں ایسے مس miss ہوتے۔

وزیر تعلیم :- جناب والا! ہم تعلیم مس miss نہیں ہونے دیں گے۔

جناب اسپیکر :- رخصت کی درخواستیں سیکرٹری اسمبلی

اختر حسین خاں (سیکرٹری بلوچستان اسمبلی) :- میر اسرار اللہ خان زھری وزیر زراعت نے طبیعت کی ناسازی کی بنا پر آج سے ۸ جون تک اسمبلی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی۔)

سیکرٹری اسمبلی :- سردار ثناء اللہ خان زھری وزیر صوبائی بلدیات کراچی گئے ہوئے ہیں لہٰذا انھوں نے آج کے اسمبلی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی۔)

سیکرٹری اسمبلی :- سردار میر چاکر خان ڈومکی نے ذاتی مصروفیت کی بنا پر آج کے اسمبلی کے اجلاس سے رخصت کی درخواست کی ہے۔

جناب اسپیکر :- سوال یہ ہے کہ آیا رخصت کی درخواست منظور کی جائے۔

(رخصت منظور کی گئی۔)

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں یہ تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں کہ

مورخہ ۵ جون ۱۹۹۴ء اجلاس میں میری ایک تحریک التواء نمبر۲ کے بابت اپنی دفاع میں حکومت کی ایک انتہائی ذمہ دار وزیر، محکمہ قانون کی جانب سے ایوان سے اصل حقائق پوشیدہ رکھنے اور میرے کردار کشی کی کوشش سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں اسمبلی قواعد و انضباط کار کے مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر۵۵ کے تحت تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کیا جائے۔

یہ کہ کچرہ روڈ پر فحاشی اڈہ کے متعلق میرے تحریک التواء نمبر۲ کے بارے میں وزیر موصوف نے بلا کسی تحقیقات انتہائی غیرذمہ دارانہ رویہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ موقف اختیار کیا کہ میں تحریک میں مذکورہ دوکان مالک دوکان کی شے پر خالی کروا رہا ہوں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میرے مذکورہ تحریک کے ساتھ وہاں کے مکینوں کا ایک مفصل درخواست منسلک تھا۔ جس میں یہ صاف ظاہر تھا کہ اس اڈہ کو پولیس کی پوری پشت پناہی حاصل ہے اور اس دوکان کو خالی کروائے بغیر یہ اڈہ یہاں سے ختم نہیں کروایا جاسکتا۔ چنانچہ اس حقیقت کو بنیاد بنا کر میں نے مذکورہ بالا التواء کا نوٹس دیا تھا۔ جبکہ یہ حقیقت جانتے ہوئے کہ مالک کی دوکان کی تمام تر ہمدردیاں موصوف ہی کی پارٹی سے ہیں۔ لہٰذا میں کیوں کر اس دوکان خالی کروانے کی کوشش کرتا۔ میں نے صرف ایک برائی ختم کرنے کی کوشش کی نیت سے مذکورہ التواء کا نوٹس دیا تھا اور اسی مخالفت کی سیاست کے پیش نظر وزیر موصوف کی جانب سے ہدف تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش بدفعلی کے دفاع کے مترادف ہے۔ علاوہ وزیر موصوف کا یہ موقف کہ چونکہ میر تعلق اس حلقہ انتخاب سے نہیں ہے۔ لہٰذا دوسرے الفاظ میں اس حلقے میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہئے اس سے بھی اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے خود تسلیم کیا ہے کہ اس قسم کی برائی اور جگہوں پر موجود ہے۔ لہٰذا ان برائیوں کے کسی قسم کی کارروائی کے بجائے مجھے یا اس معزز ایوان کو ان

برائیوں سے بے خبر رہنے کی تاثر سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر :- تحریک استحقاس جو پیش کی گئی یہ ہے کہ :-

مورخہ ۵ جون ۱۹۹۴ء اجلاس میں میری ایک تحریک التواء نمبر ۲ کے بابت اپنی دفاع میں حکومت کی ایک انتہائی ذمہ دار وزیر، محکمہ قانون کی جانب سے ایوان سے اصل حقائق پوشیدہ رکھنے اور میرے کردار کشی کی کوشش سے اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہٰذا میں اسمبلی قواعد و انضباط کار کے مجریہ ۱۹۷۴ء کے قاعدہ نمبر ۵۵ کے تحت تحریک استحقاق کا نوٹس دیتا ہوں۔ لہٰذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس پر بحث کیا جائے۔

یہ کہ کچرہ روڈ پر فحاشی اڈہ کے متعلق میرے تحریک التواء نمبر ۲ کے بارے میں وزیر موصوف نے بلا کسی تحقیقات انتہائی غیر ذمہ دارانہ رویہ کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ موقف اختیا رکیا کہ میں تحریک میں مذکورہ دوکان مالک دوکان کی شے پر خالی کروارہا ہوں۔ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ میرے مذکورہ تحریک کے ساتھ وہاں کے مکینوں کا ایک مفصل درخواست منسلک تھا۔ جس میں یہ صاف ظاہر تھا کہ اس اڈہ کو پولیس کی پوری پشت پناہی حاصل ہے اور اس دوکان کو خالی کروائے بغیر یہ اڈہ یہاں سے ختم نہیں کروایا جاسکتا۔ چنانچہ اس حقیقت کو بنیاد بنا کر میں نے مذکورہ بالا التواء کا نوٹس دیا تھا۔ جبکہ یہ حقیقت جانتے ہوئے کہ مالک کی دوکان کی تمام ترہمدردیاں موصوف ہی کی پارٹی سے ہیں۔ لہٰذا میں کیوں کر اس دوکان خالی کروانے کی کوشش کرتا۔ میں نے صرف ایک برائی ختم کرنے کی کوشش کی نیت سے مذکورہ التواء کا نوٹس دیا تھا اور اسی مخالفت کی سیاست کے پیش نظر وزیر موصوف کی جانب سے ہدف تنقید کا نشانہ بنانے کی کوشش بدفعلی کے دفاع کے مترادف ہے۔ علاوہ وزیر موصوف کا یہ موقف کہ چونکہ میر تعلق اس حلقہ انتخاب سے نہیں ہے۔ لہٰذا دوسرے الفاظ میں اس حلقے میں دخل اندازی نہیں کرنا چاہئے اس سے بھی اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے اور یہ بھی ایک تلخ حقیقت ہے کہ وزیر موصوف نے خود تسلیم کیا ہے کہ اس قسم کی برائی اور جگہوں پر موجود ہے۔ لہٰذا ان برائیوں کے کسی قسم کی کارروائی کے بجائے مجھے یا اس معزز ایوان کو ان

برائیوں سے بے خبر رہنے کی تاثر سے اس ایوان کا استحقاق مجروح ہوتا ہے۔

جناب اسپیکر :۔ مولانا باری صاحب آپ اس کی ایڈمیزبلٹی پر بات کریں۔

مولانا عبدالباری :۔ جناب اسپیکر دفعہ نمبر ۵۵ ہے۔

"ہر رکن اسپیکر کی رضامندی سے کسی رکن یا اسمبلی یا اس کی کسی مجلس کے استحقاق کی پامالی سے متعلق کوئی مسئلہ اٹھا سکتا ہے۔"

اسی طرح دفعہ ۵۷(۳) میں ہے مسئلہ ایسا ہو کہ جو اسمبلی کی مداخلت کا متقاضی ہو۔

جناب اسپیکر! اس دن جب میں نے تحریک التواء پیش کی تھی۔ ہمارا جو یہ کوئٹہ دارالخلافہ ہے اگر اس میں بھی فحاشی کے اڈے موجود ہوں اور میں نے اس کے خلاف کوئی تحریک التواء پیش کی اور اس طرف سے بجائے اس کے وہ میری حوصلہ افزائی کرتے اور تحریک کو منظور کرتے اور وزارت داخلہ ہمیں یقین دہانی کرائے کہ ہم فحاشی کے اڈے نہیں چھوڑتے ہیں اس کے بجائے انہوں نے ہم کو نشانہ تنقید بنایا اور جو میں آج تحریک استحقاق لایا ہوں وہ اس وجہ سے ہے کہ یہ فحاشی کا جو اڈا ہے اس کو دور نہیں کیا گیا اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اور اس سے سارے ایوان مقدس کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

میر محمد اکرم بلوچ (وزیر اطلاعات) :۔ جناب والا! مولانا صاحب کہتے ہیں کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے میں یہ سمجھتا ہوا کہ اس تحریک استحقاق کے مطابق تو ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے۔ تھوڑی دیر تو پہلے مولانا صاحب یہ کہ رہے تھے کہ بلڈنگ تعمیر نہیں ہوا میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اور انہوں نے اب ایک اور تحریک استحقاق پیش کیا کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے مولانا صاحب اس رول کی وضاحت کریں کہ وہ کیسے سمجھتے ہیں کہ ان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔

مولانا عبدالباری :۔ جناب والا! میں وزیر صاحب کے علم میں لانا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں میں نے دو دفعات کا حوالہ دیا ہے اور ان کے مطابق میرا استحقاق بنتا ہے کیونکہ

اس دن وزیر صاحب نے فرمایا تھا فحاشی کے اڈے موجود ہیں۔ اگر وہ پابندی نہیں لگا سکتے ہیں صرف ایک ہی اڈا ہے۔ اور اگر وہ اس پر پابندی لگائیں تو یہ ہمارے لئے نمونہ بن سکتا ہے۔ بجائے اس کے اس اڈے پر پابندی لگائی جاتی۔ اور اس اڈا کو ختم کیا جائے اس کا سدباب کیا جائے لیکن انہوں نے اس تحریک کو کسی اور طریقے سے نمٹا دیا۔ جناب اسپیکر! یہ ایک اہم تحریک استحقاق ہے۔ آپ اس کو منظور فرمائیں۔

مسٹر سعید احمد ھاشمی (وزیر) :- جناب والا! جیسا کہ ہمارے دوست محمد اکرم صاحب نے بات کی ہے اور کہا ہے کہ یہ کیسے نکتہ استحقاق ہے مولانا صاحب یہ بتائیں کہ ایک تحریک التواء اس دن پیش ہوئی اور وہ نمٹا دی گئی۔ جس پر آپ کا فیصلہ آچکا ہے۔ اب اس کو بنیاد بنا کر وہ تحریک استحقاق کی بات کر رہے ہیں یہ ہماری سمجھ سے بالا تر ہے وہ تحریک اس دن نمٹ گئی۔ اب اس کو بنیاد بنا کر کہ استحقاق مجروح ہوا ہے وہ یہ نکتہ سمجھائیں اس پر روشنی ڈالیں کہ یہ کیسے استحقاق بن سکتا ہے ہم کچھ اس سے سیکھیں اور ہم بھی آئندہ بنیاد بنا سکیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر قانون) :- جناب والا! میں مولانا صاحب کا مشکور ہوں وہ آج کا بہت باریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں وقت کی بہتات کی وجہ سے وہ چھوٹے چھوٹے پوائنٹ اٹھا رہے ہیں ایک تو آپ نے تحریک التواء مسترد کردی تھی بلکہ ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا ہے وہ ہمارا استحقاق مجروح کر رہے ہیں انہوں نے جو اس تحریک میں زبان پیش کی ہے اس میں چار جگہیں ایسی ہیں جہاں کم از کم چار جگہیں ایسی ہیں جہاں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے وہ براہ راست میرا استحقاق مجروح کر رہے ہیں۔ بلکہ میری انسلٹ Insult کر رہے ہیں استحقاق مجروح کر رہے ہیں میں اس کے متعلق اپنی تحریک استحقاق پیش کرونگا۔ مولانا صاحب آپ نے بہت بول لیا ہے۔ سننے کی سکت رکھیں۔ شانتی - شانتی۔

دوسری بات جو مولانا صاحب الزام لگا رہے ہیں کہ میں نے مولانا صاحب کو مطعون کیا ہے کہ آپ ایک نیک کام کر رہے ہیں میں اس کی مداخلت کر رہا ہوں مولانا صاحب ہم یہ بات سمجھے نہیں ہیں اور آپ بات کا بتنگڑ بنا رہے ہیں میں اس دن یہ کہا تھا کہ مولانا صاحب یہ آپ کی تحریک التواء بنتی نہیں ہے اس کے لئے آپ قرارداد پیش کریں کیونکہ تمام معاشرہ خراب ہے ہم اس کو ٹھیک کرنے میں آپ کی مدد کریں گے بالکل تمام معاشرہ کی برائیوں کو دور کرنے میں آپ کی مدد کریں گے اس کو آپ قرارداد کی شکل میں پیش کریں اس میں ہم آپ کی مدد کریں۔ دوسری بات میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ آپ اس کے ساتھ شریک ہیں۔ خدانخواستہ آپ کیسے دکانداری میں شریک ہونگے میں نے تو صرف یہ کہا تھا کہ بعض لوگ جو دوکان خالی کراتے ہیں کبھی کبھار وہ ایک سکیم بنا لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ وہاں فحاشی کا اڈا ہے۔ کہ فلاں آدمی غنڈے لا رہا ہے اکثر اوقات ہم نے دیکھا ہے کہ ایک دوکان کو ایک گھر کو خالی کرانے کے لئے بعض لوگ ایک عجیب لمبا سلسلہ بنا لیتے ہیں کہ وہاں غنڈے آتے ہیں چور آتے ہیں۔ تحقیق کے بغیر ایک سائیڈ سننے کے بغیر آپ نے ایک سائیڈ کو سنا ہے اور دوسرے کو موقع بھی دیں۔ اصل بات اس طرح تھی تاہم آپ کے ساتھ ہیں اور ہم آپ کو براہ راست یہ نہیں کہتے ہیں کہ آپ اس کے ساتھ شریک ہیں دوسرے لوگ جو دوکان سے اٹھانا چاہتے ہیں کہیں ایسا نہ ہو کہ مسئلہ ایک طرفہ ہو اس آدمی کا استحقاق مجروح ہو جائے۔ ہم آپ کے ساتھ ہیں آپ اس کے لئے قرارداد لائیں برائی کو جڑ سے اکھاڑنے کے لئے ہم شامل ہیں آپ کیوں بات کو سمجھتے نہیں؟ جہاں تک آپ نے جو زبان میرے لئے استعمال کی ہے اس کے لئے میں اپنا حق محفوظ رکھتا ہوں اور تحریک استحقاق اس کے لئے میں پیش کرونگا۔

جناب اسپیکر :- مولانا صاحب تشریف رکھیں۔ آپ نے بول لیا ہے اس ایڈمیزبلٹی پر بات کی ہے۔ میں رولنگ دیتا ہے۔

رولنگ

جناب اسپیکر :- مولانا باری صاحب نے اپنی تحریک استحقاق میں پیش کیا ہے کہ ۵

جون کے اجلاس میں ان کا تحریک التواء نمبر۲ کی ایڈمیزبلٹی میں بحث کے دوران ان کی کردار کشی کی ہے کہ وہ مالک کی شہ پر دوکان خالی کرانا چاہتے ہیں اور وزیر قانون کا یہ بیان حقیقت پر مبنی نہیں تھا بقول مولانا باری نہ صرف ان کا بلکہ پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا۔ مولانا صاحب نے یہ ثابت نہیں کیا کہ وزیر قانون کا بیان غلط ہے۔ حقیقت میں اسمبلی اس معاملہ میں مداخلت نہیں کرسکتی اور یہ تحریک اسمبلی کے رول ۵۷ - (۳) کے تحت ضابطہ کے خلاف قرار دی جاتی ہے۔

جناب اسپیکر :- تحریک التواء نمبر۴ مولانا عبدالباری صاحب پیش کریں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں تحریک یہ ہے کہ محمد ہاشم نامی سوزوکی ڈرائیور کو ڈاکوؤں نے قتل کرکے اس کی لاش پھینک دی۔ (اخباری کٹنگ منسلک) کیونکہ مذکورہ ڈرائیور کے قتل کی وجہ سے باقی ڈرائیوروں میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ جو کہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

لہٰذا اسمبلی کی کاروائی روک کر اس فوری اہمیت کے مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر :- تحریک التواء یہ ہے کہ

کہ محمد ہاشم نامی سوزوکی ڈرائیور کو ڈاکوؤں نے قتل کرکے اس کی لاش پھینک دی۔ (اخباری کٹنگ منسلک) کیونکہ مذکورہ ڈرائیور کے قتل کی وجہ سے باقی ڈرائیوروں میں خوف و ہراس پھیل گیا ہے۔ جو کہ اپنے آپ کو غیر محفوظ سمجھتے ہیں۔

لہٰذا اسمبلی کی کاروائی روک کر اس فوری اہمیت کے مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر :- مولانا عبدالباری صاحب آپ اس کی ایڈمیزبلٹی پر بات کریں۔

مولانا عبدالباری :- جناب اسپیکر قاعدہ نمبر۲۷-ب تحریک کا تعلق ایک واحد متعین معاملہ سے جو حال ہی میں وقوع پذیر ہوا ہو اور جو جلدی حل کیا جاسکتا ہے۔ جناب اسپیکر! یہ تو اتوار کا قصہ ہے جیسے اخبارات نے بھی شائع کیا تھا اور آج میں نے خود ان لوگوں سے بھی رابطہ کیا تھا اور

حقیقت ہے اتوار کے دن ہمارے یہ محمد ہاشم ڈرائیور پشین اسٹاپ پر کھڑے تھے اور وہاں پر کچھ آدمیوں نے ان کو سواری کرایہ داری سے ان کو لے گیا تھا اس رات وہ بیچارہ اپنے گھر نہیں پہنچا تو ان کے رشتہ دار ان کے پیچھے جب وہاں پہنچے تو واقعی انکا لاش وہاں پر پڑا ہوا تھا اور ان کو بے دردی سے قتل کردیا گیا تھا۔ اپنے اہل و عیال کا بیچارہ ہے جبکہ ان کے رشتہ داروں نے بروری روڈ تھانہ میں رپورٹ بھی درج کرایا تھا کیا تھانہ والوں نے کوئی پیش رفت نہیں کی یہ واقعہ پشین میں دن دہاڑے ہوا تھا ابھی تین چار دن سے یہ تحقیقات ہو رہی ہے لیکن اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں کی گئی یہ امن و امان کا بہت اہم معاملہ ہے۔

جناب اسپیکر :- جی ڈاکٹر کلیم اللہ صاحب فرمائیں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر قانون و پارلیمانی امور) :- جناب اسپیکر صاحب جہاں تک واقعہ کی بات ہے تو یہ بڑا دردناک واقعہ ہے۔ ہمیں اس سے ہمدردی ہے بدقسمتی سے ایسے واقعات ہمارے اس ماحول میں بہت بہتات سے ہوتے ہیں شاید کوئی ایسا دن خالی ہو کہ اغواء قتل ڈکیتی کا واقعہ نہ ہوا ہو ہمیں بطور اس سوسائٹی کے فرد کے اس مسئلے کو دیکھنا چاہیے اور التواء کی میرے خیال میں تحریک اگر کہیں بنتی ہے تو تمام صوبے کی ایڈمنسٹریٹو یا تمام صوبے میں اس طرح کے کے ماحول کو ٹھیک کرنے کے سلسلے میں کوئی ایک دن رکھ سکتے ہیں یہ اکیلا ایک واقعہ نہیں ہے اس طرح کے واقعات پورے پاکستان میں یا اس صوبے میں وقتاً فوقتاً ہوتے رہتے ہیں یہ دوسری بات ہے کہ اس میں ہم امن و عامہ کے متعلق ایک مخصوص دن رکھیں اور اس میں تجاویز دیں اور اس کو ٹھیک کرنے کے لئے جدوجہد کریں تاکہ خالی اکیلے اس معاملہ پر بات کرنا باقی معاملوں کے ساتھ ناانصافی ہوگی اور چونکہ یہ پولیس کا مسئلہ اور پولیس میں رپورٹ درج ظاہر ہے پولیس اس کی تفتیش کرنے میں کئی دن لے گی اور ایک آدمی کو پکڑنے کے لئے بعض اوقات ایک آدھ مہینہ لگ جاتا ہے تو اس میں اگر کوئی ایسی چیز ہوئی یا سستی ہوئی ہے یا کوئی مسئلہ ہوا ہے تو ہم انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ معلوم

کرنے کے لئے جتنی بھی تگ و دو ہو سکتی ہے ہم کوشش کریں کیونکہ یہ ہمارا اجتماعی اور انسانی مسئلہ ہے۔ اس پر ایڈمنسٹریشن سے کوشش کریں گے کہ جلد از جلد قاتل کو گرفتار کر سکیں اور میں مولانا صاحب سے ---- محرک سے گزارش کرتا ہوں کہ انشاء اللہ ہم کوشش کریں گے داخلہ اور باقی ایڈمنسٹریٹو پوائنٹ آف ویو Adminstrative point of veiw سے تاکہ اس کو آگے چلا کر اس کو حل کیا جائے۔

مولانا عبدالباری :- کوشش تو کرتے رہیں گے لیکن کوشش کا کب نتیجہ نکلے گا؟

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر قانون و پارلیمانی امور) :- جیسے خدا نے چاہا

جناب اسپیکر :- تحریک التواء میں کہا گیا ہے کہ محمد ہاشم نامی سوزوکی ڈرئیور کو ڈاکوؤں نے ۶ جون ۱۹۹۴ء کو قتل کردیا گیا اور اس کی لاش پشتون باغ میں پھینک گی اس واقعہ کی وجہ سے باقی ڈرائیوروں میں خوف و ہراس پھیل گیا تحریک کے ساتھ منسلک اخباری تراشہ میں تحریر ہے کہ بروری پولیس اسٹیشن میں مقدمہ درجہ کرلیا گیا ہے اور پولیس اس واقعہ کی تفتیش شروع کردی ہے اور ملزموں کی تلاش جاری ہے۔ یہ واقعی اپنی نوعیت کا ایک نہیں آئے دن ایسے واقعات اور جرائم کی خبریں اخبارات میں شائع ہوتی رہتی ہیں اس لئے مجموعی طور پر امن و امان کی صورتحال کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بحث ۱۱ جون کو اسمبلی کی کارروائی کے اختتام پر دو گھنٹے تک کی جائے گی جس کی اسمبلی کے رول II-75 میں اجازت ہے۔ تحریک التواء نمبر ۵ سردار اختر مینگل پیش کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! آپ کی اجازت سے میں تحریک التواء کا نوٹس دیتا ہوں۔ تحریک یہ ہے کہ بلوچستان کو اس کی پانی کا جائز حصہ نہیں مل رہا ہے۔ جس کی وجہ سے نصیر آباد ڈویژن کے زمینداروں کو کروڑوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور ان کی کھڑی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور چاول کی بوائی میں مناسب پانی نہ ملنے کی وجہ سے

بھی نقصان ہوگا۔

لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر :- تحریک التواء جو پیش کی گئی یہ ہے کہ بلوچستان کو اس کی پانی کا جائز حصہ نہیں مل رہا ہے۔ جس کی وجہ سے نصیر آباد ڈویژن کے زمینداروں کو کروڑوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہے اور ان کی کھڑی فصلیں تباہ ہو رہی ہیں اور چاول کی بوائی میں مناسب پانی نہ ملنے کی وجہ سے بھی نقصان ہوگا۔

لہذا اسمبلی کی کارروائی روک کر اس فوری اہمیت کے مسئلہ پر بحث کی جائے۔

جناب اسپیکر :- سردار صاحب اس کی ایڈمیزبلٹی پر بات کریں۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر! آج جو میں نے تحریک التواء ایوان میں پیش کی ہے۔ پانی کا مسئلہ کافی دنوں سے نصیر آباد کے لوگوں کو درپیش ہیں۔ خاص کر اس موقع پر جہاں زمین داروں کو کھڑی فصلوں کے لیے پانی کی اشد ضرورت ہے۔ اس دوران حکومت سندھ کی طرف سے اس علاقے کا پانی بند کردیا گیا ہے۔ زرعی لحاظ سے نصیر آباد بلوچستان کا اہم علاقہ ہے ویسے تو دیکھا جائے ہر مسئلے پر ہماری بلوچستان کی حکومت ان داتا بنی ہوئی ہے۔ لیکن یہ ایک اہم مسئلہ ہے۔ اس سلسلے میں ہماری درخواست ہوگی اور چیف منسٹر ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ ان سے بھی دریافت کیا جائے کہ اس سلسلے میں کیا پیش رفت ہوئی ہے اور مسئلہ کس حد تک حل کرنے کے لیے حکومت بلوچستان نے اپنی کوشش کی ہے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ :- جناب اسپیکر! میں سردار اختر جان کی تحریک التواء کی اپنی طرف سے اور اپنی پارٹی کی طرف سے حمایت کرتا ہوں۔ کیونکہ بلوچستان میں واحد نہری سسٹم نصیر آباد میں ہے۔ حکومت سندھ کی جانب سے پانی کی بندش کی وجہ سے وہاں پانی کی سخت قلت ہے۔ یہاں تک کہ پینے کا پانی کا سخت قلت ہے۔ کیرتھر کو ابھی تک نہیں کھولا گیا ہے۔ ڈیزرکنال جو سندھ کو پانی دیتا ہے اور بلوچستان کو بھی وہاں پر بھی پانی کا بڑا مسئلہ

ہے اور اسی طرح مانجوئی کنال اور اوچ کنال میں بھی پانی نہیں ۔ پٹ فیڈر کے تمام ڈسٹیبیوٹر میں پانی کا مسئلہ ہے اور ساتھ ساتھ یہ بھی شکایت کرونگا کہ نصیر ڈسٹیبیوٹر جو پٹ فیڈر کناک کے شروع میں آتا ہے ۔ اس کو ایک ہفتے سے پانی کم مل رہا ہے اور ہمارے مخالفوں کے ایما پر میرے نصیر شاخ کے تمام واٹرکورس کو بلڈوز کیا گیا ہے ۔ میں ایک بار پھر اس بات پر زور دیتا ہوں کہ اس تحریک التواء کو بحث کے لیے منظور کیا جائے چونکہ بلوچستان کے پانی کا حصہ پچھلے دور حکومت مختص کیا گیا ہے ۔ لیکن اس کے اوپر عمل در آمد نہیں کیا سنٹرل گورنمنٹ نے ۔

جناب اسپیکر :- جعفر خان مندوخیل صاحب

شیخ حاجی جعفر خان مندوخیل (وزیر خزانہ) :- جناب اسپیکر! میں اختر مینگل کی اس تحریک التواء کی حمایت کرتا ہوں ۔ کیونکہ واقعی یہ ایک سنگین مسئلہ ہے ۔ ہم نے اور ہماری حکومت نے یہ محسوس کیا کہ اگر یہ پانی اس موقع پر نہیں ملا تو کھڑی فصلیں تباہ ہوجائینگی ۔ جس سے علاقہ سمیت پورا صوبہ متاثر ہوگا ۔ کیونکہ بلوچستان کا زرعی لحاظ سے نصیر آباد ایک اہم علاقہ ہے ۔ لہٰذا جناب اسپیکر اس کو منظور کر کے کوئی دن بحث کے لئے مقرر کردے ۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ (وزیر تعلیم) :- جناب اسپیکر! میں اس تحریک التواء کی حمایت کرتا ہوں کہ واقعی یہ بلوچستان کے لئے ایک اہم ضروری مسئلہ ہے اس پر مکمل طور پر بحث ہونی چاہیے ۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر قانون) :- جناب اسپیکر میں اس تحریک التواء کی اپنی طرف سے اور گورنمنٹ کی طرف سے حمایت کرتا ہوں اور اس سلسلے میں چیف منسٹر صاحب سندھ گورنمنٹ کے ساتھ لگے ہوئے ہیں لہٰذا اس کو بحث کے لیے منظور کی جائے ۔

محمد ایوب بلیدی (وزیر مال) :- جناب اسپیکر! میں اس تحریک کی پرزور حمایت کرتا ہوں اور آپ کے توسط سے فیڈرل گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کے

کوئٹے پر جلد از جلد عملدر آمد کیا جائے اور بلوچستان کو اس کا پانی کا جائز حصہ دیا جائے یہ بالکل نامناسب بات ہے کہ بلوچستان کو ہر شعبے میں مرکزی گورنمنٹ نظرانداز کر رہی ہے۔ چاہے پانی کا مسئلہ ہو یا وفاقی ملازمتوں میں بلوچستان کا حصہ یا فنڈز کا۔ بلوچستان کو ہر حوالے سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ یہ کتنی افسوس کی بات ہے کہ ایک شہر کو ترقیاتی کام کے لیے کھربوں روپے دیتا ہے۔ دوسری جانب ایک پسماندہ صوبے کے تین ارب روپے کے مطالبے کو مسترد کر دیتی ہے۔ کتنی شرم کی بات ہے۔ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بلوچستان کو ہر شعبے میں اس کا جائز حصہ ملنا چاہیے۔

میر ظہور حسین خان کھوسہ :- جناب اسپیکر! میں قائد ایوان سے گزارش کرتا ہوں کہ وہ نصیر ڈسٹیبیوٹری واٹر کورسز کو کل سے بلڈوز کیا ہوا ہے اور زمینداروں کے کھڑی فصلیں اور بیج سوکھ رہے ہیں۔ اس سلسلے میں وضاحت کریں تو مہربانی ہوگی۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) :- جناب اسپیکر! جس طرح کہ سردار اختر مینگل نے تحریک التواء ایوان میں پیش کی اور تمام ممبران نے اس کی تائید کی اور میں بھی سمجھتا ہوں کہ یہ تحریک التواء کی حقدار ہے۔ کیونکہ انڈس واٹر معاہدہ کے تحت ہمارا جو شیئر بنتا تھا وہ تو ہم شروع سے نہ لے سکیں۔ کیونکہ اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ جب ہمیں حصہ ملا تو ہمارے پاس کینال اسٹکچر نہیں تھا۔ جتنا ہم لے سکتے تھے۔ پٹ فیڈر کینال اور کیرتھر کینال سے وہ ہم لے رہے تھے۔ اور جو ہمارا اضافی پانی دوسرے صوبے والے استعمال کر رہے تھے۔ افسوس کی بات یہ ہے کہ جو تھوڑا بہت مل رہا تھا اس سے بھی انکاری ہو گئے ہیں۔ جیسا کہ اختر مینگل نے کہا کہ گورنمنٹ والے ان داتا بنے ہوئے ہیں اور اس مسئلے کو بھول جائیں گے۔ ان کو علم ہونا چاہیے کہ سب سے زیادہ نقصان مجھ کو میری ذات کو پہنچا ہے۔ کیونکہ کیرتھر ٹیبل پر میری زمینیں ہیں۔ یہ مسئلہ جس دن پیش آیا۔ میرے علم میں آیا کہ پانی کی بہت کمی ہو گئی ہے تو میں اسی وقت میں سندھ گورنمنٹ سے رابطہ کیا اور کل دوپہر کی جو

رپورٹ ہے۔ کیر تھر کینال کی اس میں (۵۵۰) پانچ سو پچاس کیوسک پانی دیا جا رہا ہے۔ حالانکہ پھر اس میں (۲۵۰) دو سو پچاس کیوسک کی کمی ہے تو سندھ گورنمنٹ نے کہا کہ ایک دو دن میں پورا کر کے دے دیں گے۔ پانی کی کمی کے مسئلے پر سندھ گورنمنٹ اور فیڈرل گورنمنٹ دونوں سے ہمارا رابطہ ہے۔ جہاں تک کھوسہ صاحب کی بات کا تعلق ہے کہ واٹر کورس کو بلڈوز کیا گیا ہے اس کا مجھے پہلے کوئی اطلاع نہیں ہے اب معزز رکن نے کہا اس کی میں تحقیقات کر کے معزز رکن بتا دونگا۔

جناب اسپیکر :- جیسا کہ تحریک التواء میں کہا گیا ہے کہ بلوچستان کو پانی میں اس کا جائز حصہ نہیں مل رہا جس کی وجہ نصیر آباد ڈویژن کے زمینداروں کو کروڑوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑ رہا ہیں۔ اس تحریک التواء میں جس معاملہ کا ذکر گیا ہے۔ بنیادی طور پر اس کا تعلق وفاقی حکومت سے ہے۔ صوبائی حکومت پر اس کی زمینداری عائد نہیں ہوتی۔ اس طرح یہ تحریک رول ۲۷ کے تحت

The motionShall not deal with a matter on which a resolution could not be moved

یعنی یہ تحریک التواء نہیں بنتی اس کو ایک قرار داد کی صورت میں ہونا چاہئے تھا اگر یہ ایوان چاہے تو اس کو قرار داد میں بدل سکتا ہے۔ اور محرک کو بھی چاہئے۔ کیونکہ پانی ملنے کا عمل حال ہی میں وقوع پذیر نہیں ہوا ہے۔ بلکہ کافی عرصے سے چلا آرہا ہے۔ اس طرح یہ معاملہ فوری اہمیت کا معامہ قرار نہیں دیا جاتا۔ لہٰذا قرارداد کے ذریعے اس پر بحث ہو سکتی ہے۔

The motion shall relate to a single specific matter of recent occurrence

اگر محرک اجازت دے تو میں ان کی تحریک التواء کو قرارداد میں تبدیل کیا جائے۔ آیا یہ تحریک التواء ایوان کو قرارداد کی شکل میں منظور ہے؟

(تحریک التواء قرارداد کی شکل میں منظور ہوئی)

جناب اسپیکر :- اسمبلی کی مجالس کا تشکیل دیا جانا

وزیر قانون کمیٹیوں کی تشکیل کے متعلق اپنی تحریک پیش کریں۔

ڈاکٹر کلیم اللہ خان (وزیر قانون) :- جناب اسپیکر! یہ واقعی کہ ہم پیش کرنے کے تیاری میں تھے چونکہ اس کا لیڈر آف دی اپوزیشن کے ساتھ افہام و تفہیم سے فیصلہ کرنا تھا فی الحال ہماری مشکل ہے کہ اپوزیشن لیڈر کون ہے اور آزاد ممبران کون ہیں اور پھر اس کے باوجود بھی ہم دونوں گروپس کے ساتھ انشاء اللہ کیونکہ اب حالات مختلف ہوگئے ہیں ہر ایک کے advise مختلف ہونگے تو لہٰذا ان کے ساتھ افہام و تفہیم کے بعد پھر اس مسئلے پر پہنچیں گے کہ ہم نے کونسے گروپ کس طرح بناتے ہیں۔ اور اگر کوئی ہم اس نتیجہ پر نہیں پہنچ سکیں تو پھر وہی الیکشن کا طریقہ کار اختیار کرلینگے لیکن اس کے ساتھ میں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ نیشنل اسمبلی میں آج تک اس قسم کے الیکشن پر عملدرآمد ہوا نہیں اور میرے خیال میں جہاں تک اور یہاں پر تو لکھا ہوا ہے کہ وہ اس قسم کا الیکشن ہوتا ہے اگر اس الیکشن کے طریقوں کو کسی طرح سے اوپن کرے ہاتھ اٹھانے پے کریں تو سب کے لئے آسان ہوگا وہ الیکشن ایک ہی دن میں ہوسکتا ہے لیکن اگر وہ دوسرا طریقہ اگر ہم فالو follow کرینگے تو اس میں تقریباً دس پندرہ دن لگیں گے پہلے تو یہ ہے کہ خدا کرے کہ پہلے تو یہ مسئلہ افہام و تفہیم سے حل ہوسکے تو بہتر ہوگا تو اس کوشش میں ہمیں کچھ وقت لگے گا اور اگر نہیں ہوا تو پھر تو مجبوراً اس کو ہم پیش کرینگے تیار کرکے تو اس پر رائے وہی ہوگی کہ اس کو ہم اوپن کرے یا کلوز کرے۔

سردار محمد اختر مینگل :- جناب اسپیکر صاحب! جیسا کہ وزیر قانون نے اس پہ اچھے خاصے دلائل بھی دیئے گزشتہ جو اسمبلی کا سیشن ہوا تھا اس میں بھی یہی تسلیاں دی گئیں میرے خیال میں اسمبلی کے دوران ہی ہماری اور ٹریژری بینچز کی ایک دو میٹنگیں کال کی گئی

تھیں اس کے بعد نہ لیڈر آف دی اپوزیشن اور نہ اپوزیشن میں موجود کسی بھی رکن سے اس سلسلے میں رابطہ کیا گیا کیونکہ اکثر ہم دیکھ رہے ہیں جب اسمبلی کا اجلاس ہوتا رہتا ہے۔ پرسوں پانچ تاریخ کا جو اجلاس ہوا تھا اس میں بھی اکثر ممبران نے یہی رائے دی تھی کہ کچھ معاملے کمیٹیوں کے سپرد کئے جائیں ایسے معاملات ہیں لیکن کمیٹیاں وجود میں نہیں آئی ہے میں چیف منسٹر صاحب سے بھی یہی ریکویسٹ کرونگا کہ جتنا جلد ہوسکے کچھ دریا دلی آپ دیکھائے اور کچھ دریا دلی ہم دکھائینگے۔

ڈاکٹر کلیم اللہ (وزیر قانون) :- جناب اسپیکر صاحب! سردار صاحب سے میں یہ ریکویسٹ کرتا ہوں کہ میرے خیال پچھلی دفعہ بھی ہم نے کافی اس پر بحث مباحثے کئے وہ اس طرح نہیں کہ خالی ہم بیٹھے ہوئے ہیں اس کو التواء میں ڈالنے کی کوشش کررہے ہیں بلکہ ہمیں بھی بعض چیزوں کی ضرورت ہے کہ بعض معاملات ہم ریفر کرتے ہیں اس میں اگر کوئی اس طرح طریقہ نکال سکے کہ متناسب نمائندگی کی ووٹنگ سے اس کو دور رکھیں خالی ھینڈ رائزنگ (Hand rising) پر کریں اور اس کے لئے کوئی خاص دن رکھیں ہم ان کے لئے تیار ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ اس طرح کی کمیٹیاں جلد سے جلد بنے اور بہت سے معاملات ان کو ریفر کرے تو اس میں ہمارا ایک ہی دن رہ گیا ہے گیارہ تاریخ یا بجٹ میں اس کے لئے ایک یا دو دن رکھے جس میں ہم یہ مسئلہ حل کرسکیں ہم بالکل تیار ہیں اور ایک یہ کہ الیکشن کا مسئلہ اس سے نکالے تو بہتر ہوگا مہربانی۔

جناب اسپیکر :- جہاں تک ھینڈ رائزنگ (Hand rising) کا تعلق ہے بلوچستان اسمبلی کے رولز اور پروسیجر اینڈ کنڈکٹ میں اس کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو طریقہ کار وضع کیا گیا ہے اسی طریقہ کار کے مطابق ہوگا۔

نواب ذوالفقار علی مگسی (قائد ایوان) :- جناب اسپیکر صاحب! ادھر رولز ہے کہ بلوچستان اسمبلی اس میں ترمیم کرسکتے ہیں۔ ہم لوگ اکثریتی رائے سے۔

جناب اسپیکر :- جو موجودہ رولز ہیں ان میں اس کی گنجائش نہیں ہے مگر چاہے تو آپ کر سکتے ہیں البتہ ڈاکٹر کلیم اللہ وزیر قانون اور اختر مینگل کی بحث کے نتیجے میں ہم اسمبلی کے مجالس کی تشکیل کا مسئلہ مورخہ گیارہ جون سہ پہر تین بجے تک ملتوی کرتے ہیں۔

اب اسمبلی کی کارروائی مورخہ ۹ جون ۱۹۹۴ء بوقت تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی کی جاتی ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس چار بجکر ستائیس منٹ (سہ پہر) مورخہ ۹ جون ۱۹۹۴ء (بروز جمعرات) تین بجے سہ پہر تک کے لئے ملتوی ہو گیا)